یادرفتگان

سلطان المناظرین

حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی

جس کسی نے بھی دنیا میں جنم لیا بالآخر دار فانی سے دارالبقاء کی طرف چل دیا اگرچہ برصغیر پاک و ہند میں بہت سی ایسی نابغہ روزگار شخصیات نے جنم لیا جنہیں عالم اسلام اور پاک و ہند کی عوام عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتی ہے میری مراد عالم اسلام کے ہر دل عزیز شخصیت سلطان المناظرین نامور خطیب و ادیب مولانا حافظ عبد القادر روپڑیؒ ہیں۔ جو کتاب اللہ اور علوم اسلامیہ کے ممتاز عالم دین تھے۔ ان کے رگ و ریشہ میں اتباع سنت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا دین حق کے شیدا اور سلفی عقیدہ کے علمبردار ملک و ملت اسلامی کے خیرخواہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور شریعت اسلامی کی بالاتری کیلئے جان لڑا دینے والے اپنے اور غیروں کو یکساں طور پر رشد و ہدایت کی جانب رہنمائی کرنے والے مرد مجاہد حافظ عبدالقادر روپڑی پر کچھ تذکرہ کرنا مقصود تحریر ہے۔

آپ نے ۱۹۲۰ء میں میاں رحیم بخش کے گھر میں جنم لیا آپ کا گھرانہ دینی، علمی، ادبی اور روحانیت کے اعتبار سے بلند مقام رکھتا تھا آپ کو قدرت الٰہی نے اعلیٰ ذہانت وفطانت سے نواز رکھا تھا۔

آپ نے ابتدائی عصری تعلیم کے بعد اپنے چچا محدث زماں حضرت العلام حافظ عبداللہ روپڑیؒ کی نگرانی میں علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اس وقت آپ کی عمر ۱۶ برس کے لگ بھگ ہوگی اس سے پہلے دس برس کی عمر میں انہوں نے دو سال میں قرآن مجید مکمل طور پر ازبر کر لیا تھا۔ روپڑی مرحوم جس دور میں حصول تعلیم میں مصروف و مشغول تھے وہ دور مناظروں کا دور کہلاتا ہے آپ کا طبعی میلان فن مناظرہ اور تقاریر کی طرف طالب علمی کے زمانہ ہی سے تھا۔

دوران تعلیم ہی انہوں نے مناظرے کرنے شروع کر دیئے تھے جو کہ تاحیات جاری رہے ان کے مناظروں سے متاثر ہو کر لاکھوں انسان کلمہ توحید کو قبول کر کے مسلمان بنے آپ نے عیسائیوں، ہندوؤں سکھوں آریہ سماج، مرزائیوں اور چکڑالوی مذاہب کے بڑے بڑے رہنماؤں کو شکست فاش دی ان کے مناظرون پر مشتمل میزان مناظرہ کے عنوان سے کتاب مارکیٹ میں آچکی ہے۔ روپڑی خاندان کا تحریک پاکستان میں بہت بڑا حصہ ہے۔ آپ نے بھی تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا برصغیر میں مسلمانوں کی برطانوی حکمرانوں سے نفرت ایک تاریخی حقیقت ہے جس میں تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں بالخصوص مسلک اہل حدیث کے حامل لوگوں نے برطانوی سامراج کے خلاف تحریک مجاہدین کی صورت میں ایثار و قربانی کا جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔ جس کے آج بھی چراغ روشن ہیں انکے عظیم کارناموں کے اوراق بالاکوٹ سے چرکند تک آج بھی عظمت و عزیمت کا نشان ہیں۔

۱۹۳۵ء میں برطانوی استعمار نے برصغیر کو ایک دستور دیا۔ ۱۹۳۷ء میں اس کے تحت انتخابات میں کانگرس کو سارے ہندوستان میں غلبہ حاصل ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں مسلم لیگ نے علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کے لئے قرار داد کی صورت میں مطالبہ پیش کر دیا یہ وہ دور تھا کہ بطل حیرت حافظ روپڑیؒ کے جواں جذبات اوج ثریا کی بلندیوں پر تھے۔ آپ نے مسلم لیگ کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا یہاں تک کہ محنت شاقہ اور ممتاز کارکردگی کی بنا پر ان کو روپڑ کی مسلم لیگ کا صدر منتخب کر لیا گیا۔

ضلع انبالہ میں بھرپور کام کیا تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عامۃ الناس کو مجوزہ مملکت پاکستان کا ہم نوا بنایا۔ انکی محنت کا ثمر تھا کہ ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں مسلمانوں کے پندرہ ہزار ووٹوں سے صرف ایک ووٹ مسلم لیگ کے خلاف گیا موصوف تحریک آزادی کی سرگرمیوں کی بنا پر قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے چنانچہ ۳۵ رفقاء سمیت ان کو انبالہ جیل میں پابند سلاسل کیا گیا اس سلسلہ میں اذانوں کا قصہ معروف ہے جیل میں انہیں بی کلاس دی گئی حافظ صاحبؒ نے اپنے ساتھیوں کو مشورہ دیا کہ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنے کی بجائے جماعت کرانی چاہیے آپ کی بات پر سب متفق ہو گئے امامت کے فرائض انہوں نے خود سرانجام دیئے۔ کچھ ساتھیوں نے رائے دی کہ اذان بھی کہنی چاہیے کچھ ساتھیوں نے کہا جیل کی انتظامیہ ناراض ہو کر سختی کرے گی حافظ صاحبؒ کہنے لگے جو ہوگا دیکھا جائے گا چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے عشاء اور فجر کی جیل میں اذانیں دیں۔

صبح جب کالیا صاحب آیا تو اہل کاروں نے اسے شکایت کی کہ یہ لوگ رات اذانیں دیتے رہے ہیں وہ انکے پاس آ کر کہنے لگا اذان کس نے پڑھی انہوں نے جواب میں کہا یہ فریضہ میں نے ادا کیا ہے کالیا نے جواب میں کہا آپ کو پتہ ہے کہ جیل میں اذان کہنے کی اجازت نہیں انہوں نے جواباً کہا میں تمہارا نہیں محمد رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتا ہوں اسکے بعد کالیا نے سزا کے طور پر آپ کے ساتھیوں کو الگ الگ چکی میں بند کر دیا انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ہر کوئی ساتھی اپنی اپنی جگہ پر اذان کہے اور اس کے بعد اپنی اپنی جماعت کرائے۔ جب نماز کا وقت آیا

سب سے پہلے اذان کا آغاز انہوں نے کیا اس کے بعد دوسری چکی سے اذان ہوئی وہ ختم ہوئی تو تیسری سے یکے بعد دیگرے ۳۵ چکیوں سے اذانیں دی گئیں۔

جیل میں کہرام بپا ہو گیا اذان کی آواز سے سکھوں اور ہندوؤں کے دل میں خوف پیدا ہوا انہوں نے جا کر سپرنٹنڈنٹ کالیا کے پاس جا کر شکایت کی ان لوگوں نے تو جیل میں ہی پاکستان بنا دیا ہے ساری رات اذانیں دیتے رہے ہمیں انہوں نے سونے ہی نہیں دیا۔ کالیا نے تنگ آ کر دوبارہ ایک ہی جگہ پر انہیں اکٹھا کر دیا اور کہا تم سب کو ایک ہی اذان کہہ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ کہ اذانیں ایک ہندو سپرنٹنڈنٹ جیل کو نا قابل برداشت تھیں مگر اسے بھی مفاہمت کے سوا کوئی دوسری راہ نظر نہ آئی اس مقدمہ میں حافظ روپڑیؒ کو سات سال قید ہوئی تھی مگر بعد میں مسلم لیگ اور حکومت کے مابین صلح ہو جانے کی وجہ سے تمام قیدیوں کو رہائی حاصل ہو گئی۔ استقلال پاکستان سے چند روز قبل روپڑ کے ہندو ایس ڈی ایم لکشمی چند نے یہ حکم صادر کیا کہ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ جہاں نظر آئے اس کو گولی مار دو۔ مقصود اس سے مسلم لیگ کو کمزور کرنا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھا تقسیم ملک کے موقع پر روپڑی خاندان کو انتہائی کٹھن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ سترہ افراد دشمنوں کے ہاتھ شہید ہو گئے ان کی خاندانی بہت بڑی اسلامی لائبریری کو اسلام دشمنوں نے آگ لگا کر خاک کر دیا تھا جب کبھی آپ خاندان کے افراد کی شہادت اور لائبریری کا ذکر کرتے تو آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے۔ حصول پاکستان کا جو نصب العین اور حقیقی مقصد تھا اس کو عملاً معاشرے کے تمام اداروں میں نافذ ہوتا دیکھنے کیلئے زندگی بھر ملکی سطح پر جتنی تحریکوں نے جنم لیا خواہ مذہبی ہوں یا سیاسی، آپ نے ہر ایک میں کلیدی کردار ادا کیا۔ بالخصوص ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختم نبوت میں مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا مفتی محمودؒ، سید ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا عبد الستار نیازی، مولانا شاہ احمد نورانی کے ہمراہ حضرت روپڑیؒ نے بھی جاندار رول ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان جمہوری پارٹی میں شامل ہوئے۔

۱۹۷۹ء تک بحیثیت سینئر نائب صدر رہے۔ مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے تاحیات نائب امیر، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ لاہور، راولپنڈی اور میانوالی جیلوں میں ان تحریکوں کے دوران قید کاٹی۔ آپ کے جیل کے ساتھیوں میں راجہ ظفر الحق سابق وفاقی وزیر، جماعت اسلامی کے نائب امیر چوہدری رحمت الٰہی اور اسلم سلیمی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں اور قابلیتوں کا حافظ روپڑیؒ نے صحیح استعمال کیا ان کا حق ادا کرنے سے دانستہ کوتاہی نہیں کی جنرل صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ان کی مجلس شوریٰ میں گیارہ مشیروں میں سے ایک مشیر مقرر ہوئے۔ وفاقی علماء بورڈ کے رکن، وفاقی شرعی عدالت کے مشیر اور اس کے علاوہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے رکن بھی رہے۔ حافظ روپڑیؒ جماعت اہلحدیث پاکستان واہلحدیث اتحاد کونسل کے وفات تک سربراہ رہے یہ تمام ترذمہ داریاں انہوں نے بڑے احسن اسلوب سے نبھائیں۔

مناظر کی حیثیت میں:

قیام پاکستان سے قبل آریہ سماج نے مسلمانوں کو چیلنج کیا تم میں سے جس گروہ میں ہمت ہے وہ ہمارے ساتھ مناظرہ کرے جماعت غرباء اہل حدیث دہلی کے امیر مولانا عبد الستار دہلوی نے مناظرے کا چیلنج قبول کیا مولانا نے اس مناظرے کے لئے سلطان المناظرین حافظ روپڑیؒ اور دیگر علمائے کرام کی خدمات حاصل کیں جماعت کے اس پروگرام میں بلا تفریق تمام مسالک کے افراد نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی مد مقابل گروہ سے بحث جاری تھی حافظ روپڑیؒ مرحوم کا موقف اور دعویٰ تھا کہ قرآن مجید بے مثال جامع کتاب ہے اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے اس پر آریہ سماج کے رہنما نے سوال کر دیا تم قرآن سے ثابت کرو اللہ ہندو ہے یا مسلمان؟ حالانکہ یہ سوال بے تکا تھا اگر مناظروں میں اس طرز کے سوالوں کا کوئی موثر جواب نہ دیا جائے تو مناظرہ سننے والی عوام پر اچھا تاثر قائم نہیں رہتا۔ انہوں نے کہا قرآن مجید میں موجود ہے اس کے پہلے پارے میں، ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی قوم کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اگر اللہ ہندو ہوتا تو گائے ذبح کرنے کا حکم ہرگز نہ دیتا بس آپ کی اتنی بات کہنی تھی کو عوام الناس نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا ہندو آریہ سماج یہ سن کر لا جواب ہو گیا اور اسے شکست تسلیم کرنا پڑی اسی طرح ایک دفعہ آپ نے دوران تقریر شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے اقوال کے حوالے سے جب یہ فرمایا کہ ''آگ آج بھی انداز گلستاں پیدا کر سکتی ہے'' کسی نے حاضرین میں سے چٹ بھیجی ہم آگ جلاتے ہیں کیا آپ چھلانگ لگائیں گے؟ آپ نے فوراً جواب دیا کہ تم نمرود بن کر آگ جلاؤ میں ابراہیمی ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھلانگ لگا دوں گا۔

سعودی حکومت سے تعلقات وغیر ملکی دورے

اس گھرانے کی علمی اہمیت کی وجہ سے اس خاندان کے سعودی حکومت کے بانی شاہ سعود بن عبد العزیز سے گہرے تعلقات تھے۔ مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ مفتی اعظم نے شاہ سعود کی دعوت پر سعودی عرب کے متعدد دورے بھی کئے۔ جب کبھی آپ سعودی عرب میں جاتے آپ کو مہمان کے طور پر ٹھہرایا جاتا تھا۔ بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں آپ کو درس کی خصوصی اجازت تھی ۱۹۶۹ء میں مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کی وفات کے بعد جامعہ اہلحدیث اور ہفت تنظیم اہل حدیث لاہور کے نگران مقرر ہوئے انہوں نے تاحیات بخوبی یہ ذمہ داری نبھائی دن کو مدرسہ میں تدریس اور رات کو مختلف مقامات پر کانفرنسوں سے خطاب کرتے۔ اس دوران آپ

نے برطانیہ، امریکہ، شارجہ اور سعودیہ وغیرہ کے کثرت کے ساتھ دورے کئے خلیج کی جنگ کے دوران آپ کو صدر صدام کی طرف سے عراق کے دورے کی خصوصی دعوت دی گئی لیکن آپ نے سعودی حکومت سے اور حرمین شریفین سے اپنی بے پناہ محبت اور الفت کی بناء پر عراقی صدر کی دعوت کو مسترد کر دیا۔

مستجاب الدعوات:

۱۹۳۸ء تقسیم ہند سے قبل موضع فتح پور ضلع انبالہ کی بات ہے اس گاؤں میں پانی ڈیڑھ سو ہاتھ گہرا اور نمکین تھا گاؤں کے سکھ ایک روز نمبردار چوہدری نور محمد حال نمبردار کوٹ لہنا داس تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ کے پاس آ کر کہنے لگے ہم بھی اپنے کسی بزرگ کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور دعا کریں کہ پانی میٹھا نکل آئے آپ بھی اپنے کسی بزرگ کو بلائیں سکھ کہنے لگے اگر ہمارے کسی بزرگ کی دعا سے پانی میٹھا نکل آیا تو آپ کو سکھ مذہب قبول کرنا ہوگا۔ سکھوں نے اپنے مختلف بزرگوں کو مدعو کیا اور پانی میٹھا نہ نکلا بالآخر نمبردار کو کہنے لگے اب آپ اپنے مذہب اسلام کے کسی بزرگ کو بلائیں کہ وہ دعا کریں لیکن شرط یہ ہوگی کہ یہ پانی 15 ہاتھ کے فاصلے سے نکلے اور ہو بھی میٹھا چوہدری نور محمد اپنے رفقاء کے ہمراہ حافظ روپڑیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا مدعا پیش کیا حافظ روپڑیؒ کو ساتھ لیا اور اپنی زمین پر آ گئے حافظ روپڑیؒ نے وہاں جا کر دو رکعت نماز حاجت پڑھی اور درود شریف پڑھ کر دعا کی کہ یا اللہ اس علاقے میں آج اگر ۱۵ ہاتھ کے فاصلے پر پانی دستیاب نہ ہوا تو پھر اس علاقے میں توحید کیسے پھیلے گی اور باطل مذاہب کے لوگ کہیں گے کہ مسلم کا رب مسلم کی نہیں مانتا۔ اسکے بعد اللہ کا نام لیکر انہوں نے کسی سے زمین پر نشان لگایا اور کہا کہ اس کی کھدائی شروع کرو ابھی کھدائی شروع ہوئی تھی کہ ٹھیک پندرہ ہاتھ پر میٹھا پانی نکل آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اس موقع پر اڑھائی سو سکھوں نے مذہب اسلام قبول کیا آج بھی یہ بھارت میں کنویں کی شکل میں موجود ہے اس کے اوپر چوہدری نور محمد کے حوالے سے پلیٹ لگی ہوئی ہے آج سے دو سال قبل وہاں کی حکومت نے اس کنویں سے ٹیوب ویل کے ذریعے پانی حاصل کر کے علاقے کو میٹھے پانی کی سہولت فراہم کی ہے۔ کیونکہ ابھی تک فتح پور کے علاقے میں اس کنویں کے سوا کہیں میٹھا پانی دستیاب نہیں ہو سکا۔ اس کے علاوہ اس طرح کے اور بھی بے شمار واقعات ہیں۔

بیماری و تیمارداری:

چھ سال تک آپ مختلف امراض میں صاحب فراش رہے امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل، قائم مقام ولی عہد شہزادہ عبد اللہ سعودی عرب، سابق وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف و گورنر پنجاب و مختلف ممالک کے سفراء کرام اور دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین آپؒ کی عیادت کیلئے رہائش گاہ اور ہسپتال تشریف لاتے رہے۔

وفات:

۶ دسمبر ۱۹۹۹ء کی شام سورج غروب ہونے کے ساتھ عالم اسلام کی عظیم شخصیت جماعت اہل حدیث پاکستان کے سرپرست سلطان المناظرین حافظ روپڑیؒ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو گئے جنہیں آج پانچ برس گزر چکے ہیں۔ مگر لاکھوں انسانوں کے دلوں میں ان کے کارنامے اور خدمات کے تذکرے موجود ہیں ستم کی بات یہ ہے کہ دینی حلقے ہوں یا علمی ادارے ہوں ایسے تاریخی کردار کے حامل شخصیتوں کے کارناموں اور کردار کو محفوظ کرنے کی کوشش نہیں ہو رہی۔ مجموعی طور پر رجحان ذہن میں آتا ہے ہم ایسی ہستیوں کے جنازوں کیلئے تو جمع ہو جاتے ہیں مگر ان کے کردار و افکار کو مشعل راہ بنانے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دلی دعا ہے کہ ان کے جانشین عارف سلمان روپڑی، حافظ عبدالغفار روپڑی اور حافظ عبد الوہاب روپڑی کو ان کے باقی مشن کو آگے بڑھانے کی ہمت و توفیق دے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عرض کیا ہے

ریاض الرحمن ساغر

دینی مدرسوں کی سندات

کسی دینی مدرسے میں بکتی نہیں ہیں سندیں
رشوت چلے نہ پرچی دوران امتحان میں
رہتے ہیں بھوت اور نہ کوئی بوٹی مافیا ہے
ان مدرسوں میں ایسا گھپلا کبھی سنا ہے؟
ان کے برعکس ہیں جو تعلیم کے ادارے
ظاہر ہیں ہم پہ ان کے کرتوت جو ہیں سارے
پستول لے کے جو لڑکے امتحاں میں بیٹھیں
معیار کیا ہے ان کی پھر ڈگریوں کا سوچیں
پھر امتحاں کے پرچے جو لوگ جانچتے ہیں
نمبر لگا کے جھوٹے پیسے بٹورتے ہیں
اور دینی مدرسوں میں ڈرتے ہیں لوگ رب سے
معیار پر ہے ہوتا یکساں سلوک سب سے
جو اہلیت ہے جس کی، اس کی سند ہیں دیتے
ڈرتے نہیں کسی سے، پیسے نہیں وہ لیتے
ثابت ہوئی نہ جعلی، ان مدرسوں کی ڈگری
گھپلوں کی مدرسوں میں، کوئی خبر نہ دیکھی
پھر ان کی ڈگریوں کی توقیر کیوں نہ کیجئے؟
بی اے کے ہی مساوی کیوں اہمیت نہ دیجئے؟
خائف ہے اہل دیں سے کیا یہ معاملہ ہے؟
علم ایسے مدرسوں میں دیں سے جڑا ہوا ہے
(بشکریہ نوائے وقت)

مجلہ ترجمان الحدیث
کی بہترین ترویج و اشاعت کیلئے اپنی آراء و تجاویز اس ای میل ایڈریس پر بھیج سکتے ہیں
tarjuman@hotmail.com